

قانون موجود ہے۔ پھر اسی امریکہ میں کالی رنگت والے امریکنز کے لئے بھی خاص قوانین موجود ہے ان تمام کے بارے میں آپ اظہار رائے کا اظہار کھل کر نہیں کر سکتے۔ امریکہ کا یہی دوہرا معیار مسلمانوں کیلئے باعث تکلیف ہے۔ عالم اسلام کی قیادت کو بھی اس حساس موضوع پر اپنے روایتی بے حسی و بزدلی کا رویہ ترک کر دینا چاہیے۔ آخر صبح قیامت اپنے نبی ﷺ کا سامنا یہ امت اور اس کی بے شرم قیادت کس منہ سے کرے گی؟ اگر یہ سلسلہ نہ روکا گیا تو دن بدن مغرب اپنے جھٹ باطن کا اظہار کرتا رہے گا۔ اور جس کے رد عمل کے طور پر امن و امان کی عالمی صورتحال مزید ابتر ہوتی چلی جائے گی۔ عالم اسلام میں اس فلم کے خلاف جس قسم کا فوری رد عمل سامنے آیا ہے وہ اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ مسلمانوں کی کشف ویران میں ابھی عشق رسول کا جذبہ سرسبز و شاداب اور تن مردہ میں نمی باقی ہے۔

نہیں ہے نا امید اقبال اپنی کشف ویران سے ذرا غم ہو تو یہ مٹی بڑی زرخیر ہے ساتی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ ۝ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ۝ عَلٰی الْاٰلِہٖ وَسَلِّمْ تَسْلِيْمًا

وفیات:

دارالعلوم کے ایک مجذوب کے احوال و جدائی

آج کے تعزیتی صفحات میں دارالعلوم کے ایک درویش خدا مست اور ایک مجذوب انسان کا کچھ ذکر خیر بھی اپنی عاقبت سنوارنے کے لئے ضروری سمجھتا ہوں گو کہ مرحوم کا شمار نہ مشاہیر کے سلسلے میں آتا ہے نہ سیاسی زعماء اور نہ نامور عقل و دانش کے پیکروں میں بلکہ اس کا تعلق تو دنیا و مافیہا کی ہر چیز سے بیگانوں کے زمرے میں آتا ہے۔ زندگی میں تو یہ دنیا بھر کی نگاہوں سے اوجھل رہے اور اس کی رنگینوں، ہنگاموں، زم زموں، بازاروں اور میلوں سے عمر بھر کنارہ کش رہے۔ اور اس کی نگاہ فقر میں اس ساری کائنات کی قیمت ایک کتب جو سے زیادہ نہ تھی۔ اکثر اہل دنیا جان بھر کر ایک دیوانہ سمجھتی تھی حالانکہ خود اہل عقل و فکر اور طعنہ دینے والے اور اس فانی دنیا کے حصول کیلئے اپنی آخرت بیچنے والے اصل دیوانے اور مجنوں ہیں۔

آپ دارالعلوم حقانیہ میں گزشتہ ۳۵ برس سے اپنے بڑے بھائی کے ہمراہ گمنامی اور خاک نشینی کی زندگی بسر کر رہے تھے۔ آپ ظاہراً عقل و خرد کی منزل سے دور تھے لیکن محبوب حقیقی کے قرب و رضا کی منزل کی خاطر آپ مجذوبیت اور دیوانگی کا روپ دھار کر عصر حاضر کے ہزاروں فرزانوں سے زیادہ زیرک اور دانا تھے۔ یہ دونوں بھائی اپنی مخصوص فقیرانہ اور درویشانہ وضع قطع اور دنیا سے مکمل لاتعلقی اور فنا فی اللہ کی اس زمین پر زندہ جاوید مثال ہیں۔

ہم نے اسلام کے غیر قرون کے اولین عابدوں، زاہدوں اور صوفیاء کی جتنی کہانیاں اور واقعات تاریخ کے اوراق میں پڑھے ہیں ان سب کرداروں کی کچھ نہ کچھ مشابہت اور جھلک ان دونوں بزرگوں کی زندگیوں، شخصیات اور وضع قطع میں ہمیں دیکھنے کو ملیں۔ کافی عرصے تک تو دارالعلوم کے طلباء انہیں بڑا سراقہ تو توں کے حامل بزرگ اور قبیلہ جنات میں سے سمجھتے تھے اور کسی کی قیافہ شناسی یہ حاشیہ چڑھا رہی تھی کہ ان کی چال و حال بزرگی اور صوفیت و فنایت کے جذبے کو دیکھ

کران میں مشہور روحانی بزرگوں حضرت حسن بصریؒ حضرت بشر حافیؒ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے جلوے نظر آتے تھے اور کچھ خوش فہم لوگوں کا تو یہ خیال تھا کہ شاید ”اصحاب کہف“ کے قافلے سے یہ افراد دارالعلوم میں دم بھر کے لئے ٹھہر گئے ہیں۔ بہر حال یہ حقیقت ہے کہ راقم نے اپنی ساری زندگی میں اس قسم کے گمراہ نایاب اور حقیقی انسان دنیا بھر میں نہ دیکھے اور نہ سنے۔ ان کی بزرگی اور بے مثال تقویٰ کو دیکھ کر ہمارے مدینہ منورہ کے ایک ساتھی مولانا صفی اللہ نے شیخ اسامہ بن لادن شہید کے بڑے بھائی جن کو اہل اللہ اور مجذوب بزرگوں کو اپنے ہاں ٹھہرانے کا خداوند نے خصوصی ذوق عطا فرمایا ہے، ان کا عاقبہ نابتہ نہ کرنے کی اجازت مانگی کہ اگر میں انہیں بزرگوں کا احوال بتا دوں تو وہ دوسرے دن ہی اکوڑہ پہنچ کر انہیں اپنے ہمراہ لے جائیں گے لیکن راقم نے ایسا کرنے سے منع کر دیا کیونکہ حقایقہ والے بھی اتنے نادان نہیں تھے کہ ان جیسے حقیقی فرزانوں اور برکت کے خزانوں کو دارالعلوم سے جانے دیتے۔ یہ دونوں بزرگ دائمی مسافر طالب علم بھائی دارالعلوم پڑھنے آئے، حضرت مولانا قدس سرہ نے ان میں خیر و برکت کے مستور جواہر کو بھانپ لیا اور داخلہ وغیرہ کے رسمی ضوابط کو نظر انداز کر کے نہ صرف داخلہ دے دیا بلکہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ٹھہرنے کی اجازت دی، انہوں نے بھی قدیم دارالحدیث میں جہاں حضرت پڑھاتے تھے، کے دروازے کے ساتھ کونے میں ڈیرے ڈال کر حضرت کی کفش برداری کو ذریعہ نجات سمجھ لیا، ساہا سال اسی گوشے میں سکونت اختیار کئے رکھی پھر بعد میں ایک الگ سی کٹھری نما کمرے میں زندگی کے بچے کچھ فانی ایام گزارے۔ حضرت شیخ خود بھی قلندرانہ اوصاف اور نگاہ رکھتے تھے، اسی لئے انہوں نے بڑی محبت کیساتھ دونوں بزرگوں کو دارالعلوم میں ٹھہرنے کا موقع دیا اور دارالعلوم کے عملے سے ان کی خصوصی دیکھ بھال کیلئے فرمایا ع قلندر ہر چہ گوید دیدہ گوید

ان دونوں بزرگ بھائیوں نے صوبہ سرحد کے مختلف مدارس میں بچپن ہی سے طلب علم کی خاطر تیس پینتیس برس بتائے۔ پھر آخر میں دارالعلوم حقایقہ میں مزید تعلیمی بھانے کیلئے تشریف لائے تو یہاں کی علمی و روحانی فضا اور مشائخ و علماء کے جہرمٹ کو دیکھ کر عمر بھر اسی کوچہ کے ہاسی ہو گئے۔ ع کہ پاؤں تو ڈکریٹھے ہیں پائے بند تیرے

دونوں بھائی فراغت ہونے کے باوجود موقوف علیہ اور دورہ حدیث کے دروسوں میں پابندی کے ساتھ شریک رہے۔ درسگاہ اسباق کے علاوہ مسجد ان کی ساری کائنات تھی۔ طلباء سے اور کسی بھی مدرسے کے فرد یا مہمان سے گفتگو کرنے کا فن انہیں کبھی نہ آیا۔ زندگی بھر دنیا اور اس کے ہنگاموں سے مکمل لاتعلق و بیگانے رہے۔ روپے پیسے سے انہیں اتنی شدید نفرت رہی کہ گویا ان کے ہاتھ پہ سکے نہیں بلکہ انگارے رکھے جا رہے ہیں۔ ہر وقت ایک عجیب حال میں یہ دونوں بھائی مسیح الست اور مغلوب الحال رہے۔ مرحوم جان بشر جو عمر میں بڑے بھائی خیر البشر (جن کا اصل نام سلطان روم ہے) بعد میں شعور کے بعد انہوں نے سلطان روم سے اپنا نام اپنی کسرت نفسی اور بھائی کی محبت کی بناء پر خیر البشر رکھ لیا تھا) سے چھوٹے تھے۔ آخری برسوں میں دارالعلوم کے درختوں، کیا ریوں میں ہر وقت زمین پر کچھ نہ کچھ تلاش کرتے تھے۔ بظاہر دیوانے تھے لیکن کبھی کبھی ایسی بات کہہ جاتے کہ آپ اس دور کے بہلول دانا لگتے تھے۔ گزشتہ